القرآن

جو شخص کسی بُرائی کا ارتکاب کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش طلب کرے، تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا، نہایت بُردبار پائے گا۔

[النساء: 110]

الحدیث

جو شخص استغفار کی پابندی کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور ہر غم سے اسے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ [ابوداؤد: 1520]

دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجئے اور دوسروں کو لگوا دیجئے یا کم از کم بتا دیجئے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

بے حیائی کی روک تھام

میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیے

از مدیر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

یومِ آزادی ہو یا یومِ جمہوریہ، سالانہ فنکشن ہو یا پارٹیاں، اسکولوں اور کالجوں میں ان مواقع پر ایکسٹرا کریکولر (غیر نصابی) سرگرمیوں کے نام پر نام نہاد کلچر پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔ اکثر تعلیمی اداروں میں ان پروگراموں میں مسلمان بچّوں اور بچیّوں سے فلمی گانوں، قوالیوں اور گیتوں کی نغمہ سرائی کرائی جاتی ہے۔ اور اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ فحش عاشقانہ اور آوارگی کے ذو معنیٰ مطالب والے گانوں پر بچوں اور بچیوں کو نچایا بھی جاتا ہے اور اسے آرٹ اور فن کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بے حیائی پر مبنی لطیفوں، گیتوں کے مقابلے بھی ہوتے ہیں۔ سامعین بھی اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو فحش دُھنوں پر تھرکتے دیکھ کر تالیوں اور سیٹیوں کی شکل میں خوب داد و تحسین پیش کرتے ہیں۔

تعلیمی اداروں کا مقصد طلباء و طالبات کو تعلیم دینا اور اِسلامی اُصولوں کے تحت اُن کی تربیت و راہنمائی کرنا ہونا چاہیئے نہ کہ مادر پدر آزاد مغربی کلچر کو فروغ دینا اور بے حیائی کو عام کرنا، اسکولوں و کالجوں میں کلچرل پروگرام کے نام پر بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے جو ایک غیرت مند اُمّت کے لئے نا قابل برداشت ہے۔ تعلیمی اداروں کے ذمّہ داران اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی اُمّت میں سے ہیں جنہیں تم ناچنے، گانے اور بے حیائی میں لگا رہے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”ہر اُمّت کا وصف ہے، میری اُمّت کا وصف حیاء ہے“۔ [ابنِ ماجہ 4181]

البتہ ملک و ملّت کے لئے قربانی دینے والے قائدین کی یاد تقریروں اور تحریروں سے کرائی جاسکتی ہے جان لیجئے! ہمارا کلچر اسلام ہے، اس میں جائز تفریح اور تعمیری سرگرمیوں کی شرعی حدود میں اجازت ہے لیکن بے حیائی کی اجازت ہرگز نہیں۔ بلکہ بے حیائی کے فروغ کو روکنا اس اُمّت کا فریضہ ہے، آج اس اُمّت کو حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و حضرت علی و حضرت عائشہ و حضرت فاطمہ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اَخلاق جیسے اَخلاق کی ضرورت ہے نہ کہ میراثیوں، گویّوں، اور رقاصاؤں کی اداؤں کی کہ جو بے حیائی کے فروغ دینے میں پیش پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بے حیائی کی فروغ کی روک تھام میں اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اٰمِیْن ثُمَّ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ببرکتِ چہار سلسلہ
چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

102

ماہنامہ علم و عمل لاہور

جلد نمبر 9 / شمارہ نمبر 6 | جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ | اپریل 2012ء | CPL NO 200

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

"میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔"

حدیث میں ہے جو صبح وشام سات مرتبہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے دُنیا وآخرت کے ہر غم کے لئے کافی ہو جائیں گے

[روح المعانی 53/11، تاریخ ابن عساکر 193/36]

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور
رئیس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مدیر محمد عتیق الرحمٰن
مدرس وخادم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور
ateeqlahore@gmail.com

معاون مولانا محمد طیب الیاس
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

ببرکتِ دُعا

شیخ المشائخ الحاج حضرت محمد عشرت علی قیصر صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ

مجلس مشاورت

* حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی
* مولانا عبدالرحمٰن صاحب، نائب مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور
* قاری محمد اسحاق صاحب، مدیر ماہنامہ محاسن اسلام، ملتان
* مولانا محمد نوید خان صاحب، مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور
* مولانا محمد عمر فاروق صاحب، مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

کمپوزنگ وڈیزائننگ: مولانا سعید قاسم صاحب | مطبع عکاظ پرنٹر

آپ اپنے رسالہ "ماہنامہ علم و عمل، لاہور"
جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین ومشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھیے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کے لئے ایک سال کے لئے آپ جاری کرا سکتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ .... 15 روپے

قیمت سالانہ (مع ڈاک خرچ) 200 روپے

پاکستان سے باہر کی ڈاک کے لئے سالانہ =/1500 روپے رکھے گئے ہیں

رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

رقم منی آرڈر یا دستی بھیجئے یا بیک ٹائٹل پر لکھے اکاؤنٹ نمبر میں جمع کرا دیجئے

جامعہ عبداللہ بن عمر

23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سُوا گجومتہ نزد کاہنہ نو، لاہور
پوسٹ کوڈ نمبر 53100

رابطہ نمبرز
042-35272270
0331-4546365
0302-4143044

Email: www.ibin-e-umar.edu.pk
ilmooaml@gmail.com
aibneumar@yahoo.com

مہر لگائیے یا نام لکھیے

مسئلۂ نسخ...
مثالوں سے وضاحت

فہمِ قرآن
سورۃ البقرۃ: 106

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مَا نَنْسَخْ	مِنْ اٰیَۃٍ	اَوْ نُنْسِهَا	نَاْتِ
وہ جو ہم منسوخ کرتے ہیں	کسی آیت کو	یا ہم اس کو اڑا دیتے ہیں	تو ہم لے آتے ہیں

بِخَیْرٍ مِّنْهَآ	اَوْ مِثْلِهَا	اَلَمْ تَعْلَمْ	اَنَّ اللّٰہَ	عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (106)
اس سے بہتر	یا اس جیسی	کیا آپ نہیں جانتے	بے شک اللہ تعالیٰ	ہر چیز پر قادر ہے۔

ربط پیچھے ذکر ہوا تھا کہ..... کافر "مسئلۂ نسخ" پر اعتراض کرتے تھے اور اس کا جواب دیا تھا کہ جسمانی بیماریوں میں جس طرح حکیم یا ڈاکٹر دوا اور غذا میں تبدیلی کرتا ہے اسی طرح روحانی بیماریوں میں اللہ تعالیٰ بھی احکام میں تبدیلی کرتے ہیں۔

اب احکام میں اس تبدیلی کو مثال سے واضح کرتے ہیں۔ **مثال 1** ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی چلانے کے لئے انسان میں جنسی خواہش بھی رکھی ہے۔ پہلے جب مسلمان تھوڑے سے تھے، اس وقت مسلمان مرد کا کافر عورت سے اور کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا۔ پھر جب عام برادریوں میں اسلام پھیلا اور طرفین سے رشتے بھی ملنے لگے مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کے رشتے بھی ملنے لگے تو ہجرت کے تیسرے سال کے آخر میں ربّ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ۔ [البقرۃ:221] "اب تم مشرک عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے"۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ۔ [البقرۃ:221] "اور مشرکوں کو اپنی بیٹیاں اور بہنیں وغیرہ بھی نکاح میں نہیں دے سکتے"۔ پہلے ضرورت تھی اب ضرورت نہیں رہی۔

مثال: 2 مکّہ مکرمہ میں روزے نہیں تھے اور نہ جہاد کا حکم تھا، اس واسطے کہ مسلمانوں کے لئے مکّی زندگی بڑی صبر آزما اور کٹھن تھی، وہاں تو ان بے چاروں کو پہلے ہی کھانے کے لئے کچھ نہ ملتا تھا اور اگر اس دور میں انہیں حکم ہوتا کہ روزے رکھو وہ تو پہلے ہی بھوکے تھے روزے کا کیا فائدہ ہوتا؟ جس وقت مدینہ طیبہ میں کھانے پینے کے لئے ملنے لگ گیا تو فرمایا اب روزے رکھو۔

مکّہ مکرمہ میں روزے رکھنے کا حکم نہیں دیا، اس واسطے کہ جو مسلمان ہوتا تھا اُس کو بڑی سختیاں برداشت کرنا پڑتی تھیں یہاں تک کہ گھر والے روٹی پانی تک بند کر دیتے تھے...

بقیہ ص 19 پر

خاتمہ ایمان پر
حاصل کرنے کی چھ تدبیریں

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
و رئیس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

1 پہلی تدبیر حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرماویں جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتا ہے'' اس لئے عصر کی چار سنّتوں کی پابندی سے یہ دُعا مل جائے گی اور اُمّید ہے کہ خاتمہ ایمان پر نصیب ہوگا۔ [ابوداؤد: 1273]

2 دوسری تدبیر یہ ہے کہ کلمہ طیبّہ کا وِرد بہت زیادہ کرے۔ چلتے پھرتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بہت زیادہ پڑھے۔ آٹھ دس دفعہ کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھے، اس کا اثر یہ ہوگا کہ کلمہ طیبّہ رگ وریشہ میں رچ جائے گا اور اخیر وقت میں بھی زبان پر یہی کلمہ ہوگا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ......

''جس کی آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگی وہ جنّت میں جائے گا''۔ [ابوداؤد: 2945]

علماء نے اس کے معنیٰ یہی کئے ہیں کہ وہ بلا عذاب جنّت میں جائے گا۔ اسی لئے احقر محمد سرور کے شیخ حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے احقر کو کلمہ طیبّہ کا ذکر پانچ سو دفعہ روزانہ کرنے کا حکم دیا تھا، گو دوازدہ تسبیح بھی اکابر کا پسندیدہ ذِکر ہے کہ دو سو دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، چار سو دفعہ اِلَّا اللّٰہُ، چھ سو دفعہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اور ایک سو دفعہ اَللّٰہُ۔ لیکن احقر اور احقر کے شیخ کو کلمہ طیبّہ کا ذکر پانچ سو دفعہ زیادہ پسند ہے کیوں کہ ثواب اس میں زیادہ ہے اور یہ تیرہ تسبیحات ہیں مگر اصطلاح میں بارہ کہلاتی ہیں (شریعت وطریقت، ص: 269)

ذکر کے دونوں اثر: 1 محبّت بڑھنا 2 یکسوئی پیدا ہونا... بھی کلمہ طیبّہ سے پیدا ہوجاتے ہیں

3 تیسری تدبیر یہ ہے کہ اچھے خاتمہ کے لئے اعمالِ صالحہ کی پوری کوشش کرے کیوں کہ اکیلا ایمان ایسا ہے جیسے چراغ جلا کر کھلے میدان میں رکھ دیا جائے کہ ذرا تیز ہوا چلے تو چراغ بجھ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ آج کل فتنوں کی آندھیاں کتنی تیز چل رہی ہیں، اسی لئے اپنے اکابر اور شیخ کے ساتھ لگے لپٹے رہنا چاہیے تاکہ فتنوں سے محفوظ رہے۔ اعمالِ صالحہ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اعتکاف، تلاوت، ذکر، علمِ دین، جہاد، ہجرت وغیرہ سے ایمان محفوظ ہوجاتا ہے اور خاتمہ ایمان پر نصیب ہوجاتا ہے۔

4 چوتھی تدبیر یہ ہے کہ جو ایمان اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِس وقت دیا ہے اس پر بہت زیادہ شکر کیا جائے اور اس کی ایک آسان صورت ہم پر احسان فرماتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھا دی کہ جب کھاؤ پیو تو یہ بھی کہا کرو کہ ''شکر ہے کہ ہمیں مسلمان بنایا''۔ [ترمذی: 3457] شکر سے نعمت بڑھتی ہے چناں چہ ایمان بڑھے گا اور خاتمہ ایمان پر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

5 پانچویں تدبیر یہ ہے کہ سنّت کی اتباع کرے اور کثرت سے درود شریف پڑھے، اس کی برکت سے خواب میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اُمّید ہے۔ اور اِس زیارت سے خاتمہ ایمان پر ہونے کی اُمّید ہے۔

6 چھٹی تدبیر یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد رو رو کر حسنِ خاتمہ کی دُعاء مانگے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب تدبیروں پر عمل کی توفیق دیں۔ آمین

محمد سرور عفی عنہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

سمجھدار وہی ہے جو دُنیا کو آخرت کمانے میں خرچ کرے۔ (یکے از بزرگانِ دین)

شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

کی تعلیمات،خصوصیات وتعلقات

از

مولانا عبدالرحمٰن بن

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ

حضرت حکیم الاُمّت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سنِ بلوغ سے قبل حاضری

حضرت والا نواب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''الحمدللہ سنِ بلوغ سے قبل ہی ناچیز اپنی والدہ کو لے کر تھانہ بھون جایا کرتا تھا کیوں کہ حضرت والد صاحب مرحوم بوجہ ملازمت زیادہ سفر نہیں کر سکتے تھے''۔

حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہونے کا شرف

کئی بار ایسا ہوا کہ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کھانے میں اپنے ساتھ شریک فرماتے تھے بلکہ ایک ہی پیالہ میں حضرت کے ساتھ نوالہ کھایا، گویا کہ ہم پیالہ ہم نوالہ ہونے کی سعادت بھی بفضلہٖ تعالیٰ اس نالائق کو نصیب ہوئی''۔

حکیم الاُمّت حضرت تھانوی سے شرفِ بیعت ونصیحت

حکیم الاُمّت حضرت تھانوی سے براہِ راست بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا جب کہ آپ طالب علم تھے۔ حضرت فرماتے ہیں: ''بندہ عربی کی تعلیم حاصل کر رہا تھا اور بھائی محمد سلیم صاحب انگریزی پڑھتے تھے، حضرت نے دونوں کے لئے دُعا کی اور دونوں بھائیوں کو نماز باجماعت اور اپنے مواعظ وملفوظات کے مطالعہ کی نصیحت فرمائی۔ بیعت کے بعد بندہ سے فرمایا:

''ابھی طالب علم ہو صرف مختصر ذکر کی تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ بعد فراغت اصلاح کے لئے آنا''۔

تفسیر، حدیث، اور کتبِ فقہ میں حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ کرانا

حضرت نواب صاحب کی والدہ ماجدہ کی درخواست پر حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر میں جلالین، فقہ میں ھدایہ اول اور حدیث میں مؤطا امام مالک کا آغاز کرایا جو کہ قابلِ رشک اعزاز ہے۔

علی گڑھ سے ایم۔اے اور قانون کی ڈگری

دینی تعلیم کے اختتام پر علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔اے اور قانون (LAW) کی ڈگری بھی حاصل کی تھی۔

حکیم الاُمّت حضرت تھانوی کی رائے نواب صاحب کے گھرانے سے متعلق

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے یہاں کی مستورات تو اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہیں، اور فرمایا باوجود تنعم (ناز ونعمت سے زندگی بسر کرنے) کے مزاج میں جس قدر انکساری، عجز وبردباری ہے وہ اس زمانہ میں مشکل ہے، محبت وعقیدت میں فنا ہیں''۔

حلال غذاؤں کی اہمیت

قرآن وسنّت کی روشنی میں

پانچویں اور آخری قسط

از مفتی
محمد احسن ظفر صاحب
لاہور

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی: یَآاَیُّھَاالنَّاسُ کُلُوْا مِمَّافِی الْاَرْضِ حَلٰلاً طَیِّبًا ۔ [البقرۃ: 168]

''اے لوگو! زمین میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ''۔

تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدُعاء (جس کی دُعائیں قبول ہوں) بنادیں''۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اے سعد! تو اپنا کھانا پاکیزہ وحلال بنالے تو پھر تو مستجاب الدُعاء ہوجائے گا، قسم ہے! اُس ذات کی جس کے قبضہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، جو بندہ حرام مال کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور جس آدمی کا گوشت حرام مال سے پیدا ہوا اور بڑھا ہو پس آگ ہی اس گوشت کے لئے زیادہ لائق ہے (یعنی جہنم کی آگ ہی اس کے لئے زیادہ مناسب ہے)۔'' [طبرانی اوسط: 6495]

اس حدیثِ مبارک سے

1 ایک تو یہ معلوم ہوا کہ ایک لقمہ حرام سے چالیس دن تک کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہوتا۔ یہ کتنی خطرناک اور تباہ کن بات ہے کہ ایک لقمہ حرام کھانے والے مسلمان کی نماز، روزہ، اور دیگر تمام عبادات چالیس دن تک مردود ہوجاتی ہیں۔

2 دوسرا اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ حرام خور شخص کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

پس جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی دُعا قبول ہوتی رہے اور وہ مستجاب الدُعاء بن جائے تو اس کے لئے ضروری اور لازم ہے کہ حلال کھائے، حلال پیئے، حلال پہنے اور حلال مسکن یعنی حلال دولت سے تعمیر کردہ گھر میں رہے۔

افسوس! کہ آج کل مسلمان حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے، اسی وجہ سے مسلمانوں کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں، عبادتیں بے اثر ہیں، فتنوں اور آفات میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حلال کھانے، حلال پہننے، حلال کمانے کی توفیق عطا فرمائے اور حرام روزی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

اُمّت کے شہداء

قسط نمبر 1

مولانا مجیب الرحمٰن صاحب
ڈیرہ اسماعیل خان

شہادت کی دو قسمیں ہیں: 1 شہادت حقیقی 2 شہادت حکمی۔

شہادت حقیقی: اس شہید کی ہے جو میدان میں کافروں کے حملہ سے مارا جائے، یا ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا جائے، یا کسی مسلمان نے ظلماً قتل کر دیا ہو۔

شہادت حکمی: یہ ہے کہ مسلمان کو کسی تکلیف کے ساتھ موت آئے، یا کوئی ایسا خاص عمل کرتا ہو جس پر شہادت ملنے کی خوش خبری آئی ہو۔ ایسے بہت سے حضرات کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔

1 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہادت حاصل کرنے والے پانچ ہیں: 1 طاعون سے مرنے والا 2 پیٹ کی بیماری سے مرنے والا 3 ڈوب کر مرنے والا 4 دیوار وغیرہ اوپر گرنے سے مرنے والا 5 اللہ تعالیٰ کے راستہ کا شہید۔ [بخاری 397/1، مسلم 142/2]

2 حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 1 ذات الجنب (سخت ورم کی بیماری سے وفات پانے والا) 2 جل کر مرنے والا 3 حمل کی حالت میں وفات پانے والی عورت شہید ہیں۔ [الجامع الصغیر، ح: 4952]

3 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 1 جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے 2 یا اپنی جان کی 3 یا اپنے دین 4 یا گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ (الجامع الصغیر، ح: 8917، مسند ابی یعلیٰ 409/1)

4 حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی سواری سے گر کر مرا وہ شہید ہے۔ [الجامع الصغیر، ح: 8789، مسند ابی یعلیٰ 175/2]

5 حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ عورت جس کو نفاس یعنی بچہ کی پیدائش مار ڈالے وہ شہید ہے۔ (مجمع الزوائد 545/5، بحوالہ طبرانی)

6 حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 1 سانپ وغیرہ کا ڈسا ہوا 2 پانی میں ڈوب کر مرنے والا 3 جس کو

درندہ نے پھاڑ دیا ہو..... یہ سب شہید ہیں ۔ (مجمع الزوائد 545/5، بحوالہ طبرانی)

7 حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹی بی کی بیماری سے وفات شہادت ہے اور سفر میں وفات پانے والا شہید ہے۔

(مجمع الزوائد 546/5، بحوالہ طبرانی)

8 حضرت سہل بن حنیف اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت مانگی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے درجہ پر پہنچائے گا چاہے وہ بستر پر مرا ہو۔ (الجامع الصغیر، ح:8727)

9 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت کے بگاڑ کے وقت میری سنّت کو مضبوطی سے تھامنے والے کے لئے شہید جتنا اجر ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ سو شہید جتنا اجر ہوگا۔ [الجامع الصغیر، ح:9171، حلیۃ الاولیاء 217/8]

مندرجہ بالا احادیث میں جن شہداء کا ذکر ہوا ان کی فہرست (خلاصہ) درجِ ذیل ہے

1 طاعون سے مرنے والا 2 پیٹ کی بیماری سے مرنے والا 3 ڈوب کر مرنے والا 4 دیوار تلے دب کر مرنے والا 5 اللہ تعالیٰ کے راستے میں مرنے والا 6 ذات الجنب (سخت ورم کی) بیماری سے وفات پانے والا 7 جل کر مرنے والا 8 حمل کی حالت میں وفات پانے والی عورت 9 اپنے مال کی حفاظت میں مارا جانے والا 10 اپنی جان کی حفاظت میں مارا جانے والا 11 اپنے دین کی حفاظت میں مارا جانے والا 12 اپنے گھر والوں کی حفاظت میں مارا جانے والا 13 اپنی سواری سے گر کر مرنے والا (یعنی حادثہ میں مرنے والا) 14 وہ عورت جو بچہ کی ولادت میں انتقال کر جائے 15 سانپ کا ڈسا ہوا 16 جو درندہ کا لقمہ بن جائے 17 ٹی بی کی بیماری سے مرنے والا 18 سفر میں وفات پانے والا 19 اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت چاہنے والا پھر چاہے بستر پر ہی مر جائے 20 زمانۂ فتنہ میں سنّت پر پابندی سے چلنے والا۔

جاری ہے

بسلسلہ اصلاحی مجالس

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

47

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمِ دین کیسے حاصل کیا جائے؟

گزشتہ سے پیوستہ

مردوں کے لئے علمِ دین حاصل کرنے کے تین درجے

1 **پہلا درجہ** یہ ہے کہ آٹھ سال لگا کر عربی کتابیں پڑھ کر علمِ دین حاصل کیجئے، تب آپ عالم بنیں گے، یہ ہر ایک پر "فرضِ عین" نہیں ہے۔

2 **دوسرا درجہ** یہ ہے کہ اپنی زبان مثلاً اُردو میں جو دین کی کتابیں موجود ہیں انہیں پڑھیں۔ مثلاً 1 حضرت مولٰنا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ۔ 2 ماہ نامہ "علم وعمل، لاہور" اس میں بھی مسائل ہوتے ہیں، ہر مہینہ اسے پڑھتا رہے۔ 3 "اشرف السوانح" میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کے حالات جمع کئے گئے ہیں۔ 4 "فروع الایمان" جس میں ایمان کے 77 شعبے بیان کئے گئے ہیں۔ پھر جو نیا مسئلہ پیش آئے یا کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو علماء سے پوچھ لے۔ ضروری مسائل جاننے کا یہ درجہ "فرضِ عین" ہے یعنی ہر ایک کے ذمّہ ہے کہ ضروری مسائل سیکھ لے کہ جن کی دن رات ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔

3 **تیسرا درجہ** یہ ہے کہ جو اُردو کتابیں بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ علماء سے مسائل پوچھ پوچھ کر یاد کر لے۔

عورتوں کے لئے علمِ دین حاصل کرنے کے چار درجے

8

1 **پہلا درجہ** وہ بھی عربی کتابیں پڑھیں۔ 2 **دوسرا درجہ** اُردو کے اندر دینی کتابیں پڑھیں۔ 3 **تیسرا درجہ** گھر کے جو مرد حضرات ہیں مثلاً باپ، بیٹا، بھائی اور خاوند دینی کتابیں گھر میں تھوڑی تھوڑی پڑھ کر سنایا کریں۔ 4 **چوتھا درجہ** مرد حضرات علماء سے مسائل پوچھیں اور گھر آ کر عورتوں کو بتادیں۔

حاصل یہ ہوا کہ مرد حضرات بھی علم حاصل کریں اور عورتیں بھی، کیوں کہ علم کے بغیر عمل نہیں ہو سکتا اس لئے علم حاصل کریں اور پھر اس پر عمل بھی کریں۔

دُھرا گناہ اگر علم بھی حاصل نہ کرے اور عمل بھی نہ ہو تو اس کو دو گناہ ہوتے ہیں کیوں کہ اس نے علم اور عمل دونوں کو چھوڑ دیا۔ اس لئے اگر علم حاصل کر لے گا اور عمل نہ کرے تو اس کے ذمّہ صرف عمل چھوڑنے کا گناہ رہ جائے گا اور علم کی برکت سے کبھی عمل کی توفیق بھی ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل ان دونوں سے دین بنتا ہے اس لئے جو دین دار بننا چاہتا ہے وہ علم بھی حاصل کرے اور ہمّت کر کے اس پر عمل بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید
رحمہ اللہ تعالیٰ

احساسِ ذِمّہ داری

زندگی احساس وشعور کا نام ہے، اور احساس وشعور باقی نہ رہے تو اسے ''موت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، قوموں کی زندگی کا پیمانہ بھی ذِمّہ داریوں کا شعور ہے، ایک زندہ قوم وہی کہلاتی ہے جس کا ہر طبقہ بلکہ ہر فرد اپنے فرائض کا شعور رکھتا ہو اور پوری ذِمّہ داری کے ساتھ اپنے فرائض کو بجالاتا ہو، اس کے برخلاف جب قوم اپنے فرائض کے شعور سے محروم ہو جائے تو یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک زندہ قوم کی طرح اپنے اندر تگ ودو (کوشش) کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''یاد رکھو! تم میں سے ہر شخص کو نگہبان مقرر کیا گیا ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی ماتحت رعیت کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔ پس سربراہِ مملکت جو سب لوگوں کا حاکم ہے وہ ان سب کا نگہبان ہے اور اس سے رعیّت کے ایک ایک فرد کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ ایک عام آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اس سے اپنے ماتحت لوگوں کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اس سے اُن کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔ یاد رکھو! کہ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اس کی ماتحت رعیت کے بارے میں باز پُرس ہوگی''۔ [بخاری:2416، مسلم:4828]

ایک مسلمان اپنے فرائض ٹھیک ٹھیک اسی وقت ادا کر سکتا ہے جب کہ اسے یہ علم ہو کہ اس کے منصب وعہدہ کے مطابق اس کے ذِمّہ احکم الحاکمین کی طرف سے کیا کیا فرائض عائد کیے گئے ہیں، اور اسی کے ساتھ اسے یہ شعور واحساس بھی ہو کہ اگر میں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت ولاپرواہی یا خیانت وبددیانتی روا رکھی تو کل مجھے سب سے بڑی عدالت میں اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ اسی لئے شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''ایسے لوگوں کو افسر نہ بنایئے جو آپ سے ڈرتے ہوں بلکہ ایسے لوگوں کو افسر بنایئے جو خدا سے ڈرتے ہوں کیوں کہ آپ کی نظر سے ان کی کارروائی اوجھل ہو سکتی ہے مگر وہ خدا کی نظر سے چھپ کر کہیں نہیں جا سکتے''۔

کوئی بھی شخص جو اپنے فرائض کا شعور واحساس رکھتا ہو اور قیامت کے حساب پر اسے یقین بھی ہو وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی غفلت یا بددیانتی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مدیر ماہ نامہ علم و عمل لاہور

عام طور پر گناہ کرنے کی چار وجوہات ہوتی ہیں

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

قرآن کریم میں ہے: وَذَرُوْا ظٰهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ۔ [الانعام 120] ''اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو''۔ **گناہ کہتے ہیں** اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کے حکم کو توڑنا اور نبی علیہ السلام کی مبارک سنّت کو بالکل چھوڑ دینا۔ **عام طور پر گناہ کرنے کی چار وجوہات ہوتی ہیں** ان چاروں کا جواب اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے قرآن کریم میں سمجھا دیا ہے۔ **پہلی وجہ** گناہ کرتے وقت بندہ سوچتا ہے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ گناہ پر جرأت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے فرمایا: اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ o [الفجر: 14] ''بے شک آپ کا ربّ (نافرمانوں کی) گھات میں ہے''۔ مِرْصَاد کہتے ہیں کہ جب شکاری شکار کے اوپر نشانہ لگاتا ہے تو نشانہ لگانے سے کچھ لمحہ پہلے وہ غور سے شکار کو دیکھتا ہے کہ پلک بھی نہیں جھپکتا اور سانس کو روک کر ہمہ تن متوجہ ہو جاتا ہے، تو بتا دیا کہ اے انسان! اللہ تعالیٰ بھی تجھے ایسے ہی غور سے دیکھ رہا ہے **دوسری وجہ** گناہ کرتے وقت بندہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے گناہ کا کسی کو علم ہی نہیں، میں فون پر بات کرتا ہوں کسی کو علم نہیں، میں نے خط لکھا کسی کو پتہ ہی نہیں، جب دل میں یہ احساس ہوتا ہے تو بندہ گناہ پر جرأت کرتا ہے، اس کا جواب بھی سمجھا دیا: ''وہ ایسا ہے کہ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں''۔ [غافر: 19] **تیسری وجہ** بندہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس کوئی بھی نہیں، گھر کے اندر میں اکیلا و تنہا ہوں۔ اس کا جواب بھی سمجھا دیا: جہاں تین ہوتے ہیں چوتھا میں ہوتا ہوں، اگر تم چار ہوتے ہو تو پانچواں میں ہوتا ہوں... وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔ [المجادلۃ: 7]

چوتھی وجہ بندہ سمجھتا ہے کہ کوئی میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا، باپ فوت ہو گیا، بچہ جوان ہو کر ماں سے ڈرتا نہیں، اب وہ نڈر ہو کر بُرے کام کرتا ہے اور دوسروں کو کہتا ہے کہ تم میرا کیا بگاڑ لو گے۔ اس کا جواب بھی سمجھا دیا: اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ o [ھود: 102] ''بے شک اس کی پکڑ انتہائی دردناک ہے''۔

گناہوں سے بچنا تقویٰ ہے ہم سب کو تقویٰ کی زندگی اختیار کرنی چاہیئے۔ حضرت مولٰنا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دینی طلباء کو چند نصیحتیں فرمائیں: کہ طالب علم کو تقویٰ کی زندگی اختیار کرنی چاہیئے اس لئے کہ طالب علم کو علمِ دین حاصل ہونے کے لئے سب سے مددگار چیز حافظہ کی قوّت ہے جو تقویٰ اختیار نہیں کرتا اس کا تقویٰ انتہائی کمزور ہو جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ دورانِ طالب علمی جو تقویٰ اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے تین سزاؤں میں سے کوئی سزا ضرور دیتا ہے۔ ....

بقیہ ص: 13 پر

گناہ کرنے کے لئے کوئی بہانہ یا عُذر قابلِ قبول نہیں، ہر حال میں بچنا چاہیئے۔ (ادارہ)

حرام لذّت سے بچیئے اور ایمانی غیرت کا ثبوت دیجئے

از
ابوناجیہ
لاہور

گانا بجانا اور سننا ایک بہت بڑا گناہ ہے، جس کی بُرائی قرآن وحدیث دونوں میں آئی ہے۔ لیکن موجودہ دور میں میوزِک (گانا بجانا) اس قدر عام ہوگیا ہے کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں جاتا جس میں میوزک کی گونجتی ہوئی آواز سماعت سے نہ ٹکرائے۔ خصوصاً سفر میں ڈرائیور حضرات اکثر گانے کی کیسٹ یا سی ڈی چلا دیتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گاڑی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی ہوتی ہے کہ ڈرائیور حضرات کیسٹ یا سی ڈی میں مشغول ہوجاتے ہیں اور گاڑی قابو میں نہیں رہتی اور حادثے کا شکار ہوجاتی ہے، سواریاں بے گناہ ماری جاتی ہیں یا زخمی ہوجاتی ہیں۔ جب کہ ڈرائیور چھلانگ لگا کر فرار ہوجاتا ہے یا بے موت مارا جاتا ہے۔ اور کبھی گانے والی عورت کی نسوانی آواز کا ایسا جادو چھا جاتا ہے کہ ڈرائیور کا دماغ حواس کھو دیتا ہے اور وہ مستی اور خیالوں کی دُنیا میں کھو جاتا ہے اور گاڑی بے قابو ہوکر حادثہ کا شکار ہوجاتی ہے۔ دیکھیئے! گانے کی حرام لذّت کی یہ نحوست پڑتی ہے۔ انسان سفر کے دوران تمام اندیشوں سے بچتا ہے کہ میں بحفاظت منزل پر پہنچ جاؤں کہ کہیں کوئی اندیشہ حقیقت بن کر ظاہر نہ ہوجائے اور سفر کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے۔ لیکن پھر افسوس یہ ہوتا کہ اس دوران ہم گانے کی نحوست کو مدِّ نظر کیوں نہیں رکھتے ؟........

اس حرام لذّت سے بچنے کے لئے اپنے اختیار اور قوّت کو کیوں استعمال نہیں کرتے ؟......

ڈرائیور اور گاڑی کے مالکان کو گانے بند کرنے پر کیوں مجبور نہیں کرتے ؟......

کیا ہمیں علم نہیں کہ گانے سننے والے کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا؟

کیا ہمیں معلوم نہیں یہ ایک شیطانی آلہ ہے؟......

کیا ہمیں معلوم نہیں کہ یہ آواز وقتی لذّت دیتی ہے لیکن ایمان کی نورانیت کو کم کردیتی ہے؟

اس لئے اپنی ایمانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے گانے سننے سے خود بھی باز رہیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچائیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین

گانے سُننے کی سخت وعید:

حدیث میں ہے کہ ” جو شخص کسی گانا گانے والی عورت کے پاس بیٹھا اور اس سے گانا سُنا اللہ تعالیٰ اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالے گا“ [اخرجہ ابن عساکر 263/51]

نفس کی اصلاح بہت ضروری ہے

خلاصۂ بیان حضرت مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب مدظلہ بمقام جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور بتاریخ یکم جنوری 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَذَرُوۡا ظٰهِرَ الۡاِثۡمِ وَ بَاطِنَهٗ "گناہ کا ظاہر بھی چھوڑو اور اس کا باطن بھی چھوڑو"۔ [الانعام: 120]

دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں ان کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن، یعنی ایک اندر کی چیز ہے اور ایک باہر کی چیز۔ یہ تو انسان کے جسم میں بھی ہے کہ جسم سے جب روح نکل جاتی ہے تو عزیز و اقارب وغیرہ جلدی جلدی اس کو لے جاتے ہیں اور دفن کر دیتے ہیں، اس لیے کہ وہ اب ان کے لیے کارآمد نہیں رہا، زیادہ دیر رکھیں گے تو بدبو پیدا ہو جائے گی۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ ظاہر تو اپنی جگہ پر ہے لیکن ظاہر جو کچھ ہے اس کی بنیاد اس کی اندرونی حقیقت (باطن) پر ہے۔ آپ قرآن، حدیث، یا فقہ پڑھیں تو اس پڑھنے سے علم حاصل کر لینا بذاتِ خود مقصود نہیں، سب ہی علم حاصل کرتے ہیں، یونیورسٹی میں بھی علم حاصل کیا جاتا ہے مگر نافع علم وہ ہے کہ جس کا اظہار اس کی زندگی کے اعمال میں بھی ہو۔ عبادات جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں وہ بذاتِ خود مقصود نہیں ہیں، یہ عبادات کسی اعلیٰ چیز کے حصول کا ذریعہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں بھی جس جس عبادت کا ذکر کیا ہے وہاں بتلا دیا کہ تمہیں اس سے کیا نفع حاصل ہوگا۔ اگر وہ نفع یا وہ مقصود آپ کو نہیں ملتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کی عبادت میں کوئی کمی ہے۔

قرآن پاک کہتا ہے کہ..... "نماز تم کو بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے"۔ [العنکبوت:45]

اگر نماز پڑھتا ہے اور بُرے کاموں سے نہیں رُکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں نماز کی وہ حقیقت نہیں ملی جو ان برائیوں سے روک دیتی۔ قرآن تو برحق ہے، وہ جس چیز کی طرف اشارہ کر رہا ہے اگر وہ ہمیں نہیں ملی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری عبادت میں کمی ہے۔

آج ہم لوگوں نے اپنے آپ کو عبادات (نماز، روزے) تک محدود کر دیا ہے اور باقی معاشرت، معاملات و اخلاق اس سے باہر ہو گئے ہیں، لیکن معاملات و اخلاق اس وقت درست ہوں گے جب کہ آپ کی اندرونی حقیقت (باطن) بدلے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے انسانوں کے دلوں پر محنت کی تھی نہ کہ عقل پر۔

حدیث میں ہے کہ "انسان کے جسم میں ایک خون کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو

12

سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے"۔ [بخاری: 52، مسلم: 1599]

قرآن پاک کی جو آیت تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ....

"گناہ کا ظاہر بھی چھوڑ دو اور اس کا باطن بھی چھوڑ دو"۔ [الانعام: 120]

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن ایک حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ ایمان کا تعلق آپ کے دل سے ہے۔

دوسرا مرحلہ ہے کہ اس ایمان کا اقرار آپ اپنی زبان سے کریں، یہ عین ممکن ہے کہ آپ کے دل میں کچھ اور ہو اور زبان پر کچھ اور ہو، جیسا کہ منافقین کرتے تھے۔ تو پہلا اتحاد تو یہ ہونا چاہیے کہ جو چیز آپ کے دل میں ہو وہی زبان پر ہو۔ مگر مسئلہ اب بھی حل نہیں ہوگا اس لیے کہ اگر زبان سے آپ نے کہا کہ ہم مؤمن ہیں وہ تو آپ کا دعویٰ ہے، اس دعویٰ کا ثبوت چاہیے اور دعویٰ کا ثبوت آپ کے عمل سے ہوگا۔ اب عمل کے دو حصّے ہیں: ایک تو ظاہری، دوسرا باطنی۔

ہم ہمیشہ دوسروں کی اصلاح کی فکر کرتے ہیں حالاں کہ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اپنی اصلاح کی فکر ہو۔ اور اپنے نفس کو اصلاح کرنے کے لیے مزکّی (شیخ) کی ضرورت ہے کہ کسی اللہ والے کا ہاتھ پکڑا جائے، اس کے بغیر تزکیہ (اصلاح) ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کرکٹ، ہاکی، فٹ بال ان کھیلوں میں ایک کوچ بھی رکھا جاتا ہے، اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ کھلاڑی کو بتلاتا ہے کہ آپ کے کھیل میں یہ غلطی ہے۔ تو اگر وہ کھلاڑی چاہتا ہے کہ میں ٹاپ پلییئر بن جاؤں تو اس کو کوچ کی ہدایت کو ماننا ہوگا ورنہ کوئی بھی اسے ٹیم میں جگہ نہیں دے گا۔

تو اگر آپ دنیا کی اور چیزوں کے اندر ایک مصلح کی خدمات حاصل کرتے ہیں تو دین کے اندر اس کی ضرورت کیوں نہیں ہوگی؟ اور صحابہ کرام جو "صحابہ رضی اللہ عنہم" کہلائے اس لیے کہ وہ نبی کی صحبت میں تھے۔ تو صحبت بہت ضروری ہے تاکہ اپنی باطنی اصلاح کرواسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

13

بقیہ... گناہ کرنے کی چار وجوہات

1 وہ عموماً جوانی میں مرجاتا ہے 2 وہ کسی ایسی جگہ پر چلا جاتا جہاں پر وہ مجبوراً اپنا علم ضائع کر بیٹھتا ہے 3 وہ سرکاری ملازم بن جاتا ہے یعنی علم اور عمل سے دور رہنے لگتا ہے۔ (مجالس حکیم العصر ص: 180)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

جب رات نیند نہ آئے تو یہ دُعا پڑھیے

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَنِمْ عَیْنِیْ وَاَھْدِئْ لَیْلِیْ

[طبرانی کبیر: 4821]

نام کا اثر کام پر (قسط 1)

تحریر: مفتی شکیل منصور القاسمی
انتخاب و اضافہ: مولانا محمد طیب الیاس

نام سے انسان کی صرف شناخت ہی نہیں ہوتی بلکہ اس سے ذی نام (نام والے) کے رُخ، رُجحان، ذہن، فکر، مزاج اور طبیعت کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَافِیْهِ "جس برتن میں جو چیز ہوتی ہے اس سے وہی چیز ٹپکتی ہے"۔ [المستقصی فی امثال العرب 224/2]

نام اور شخصیت کے درمیان وہی ہم آہنگی اور گہرا تعلق ہے، جو جسم اور روح کے درمیان پایا جاتا ہے۔ نام کے حُسن و عمدگی سے روح میں لطافت پیدا ہوتی ہے، انسانی افکار و اعمال کی تعمیر ہوتی ہے اور جذبۂ عمل کو قوّت ملتی ہے۔ جب کہ نام کی خرابی سے روح میں کثافت، انسانی اعمال میں آلودگی اور پراگندگی پیدا ہوتی ہے۔

نام کا اثر کام پر: 1 حق سبحانہ وتعالیٰ نے "عبدالعزّیٰ" کی کُنیت "ابولہب" رکھی۔ انجام اور آخرت کے لحاظ سے یہ نام (کُنیت) کتنی مسلّمہ حقیقت کی ترجمانی کررہا ہے۔ "ابولہب" تھا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا، مگر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوّت کا اظہار فرمایا تو قریشِ مکّہ میں سے جن لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُشمنی میں کمر کس لی، اُن میں "ابولہب" پیش پیش تھا۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ صفا پر اپنی قوم کو دینِ اسلام کی دعوت دی، عذابِ آخرت سے ڈرایا تو ابولہب سن کر بول پڑا: "تیرے لئے ہلاکت ہو، کیا تو نے ہمیں اس بات کے لئے جمع کیا تھا"۔ اس پر تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ نازل ہوئی۔ [بخاری 702/2] لَهَبٌ... آگ کی لپٹ اور شعلہ کو کہتے ہیں، جب اس نے یہ گستاخی کی تو اللہ ربّ العزّت نے اس کی دنیا و آخرت والی رُسوائی کی خبر دی۔ کہ لَهَبٌ (آگ کی لپٹ) کی مناسبت سے "ابولہب" کا لفظ استعمال فرمایا جو آگ میں جلنے پر راہنمائی کرتا ہے۔

2 جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "ابوالحکم بن ہشام" کی کُنیت "ابوجہل" رکھی تو اس کی شخصیت پر یہ کُنیت کتنی فٹ ہوئی اور اس کے افکار و اعمال پر اس لفظ کے کتنے گہرے اور اَن مٹ نقوش چھائے رہے۔ کیوں کہ ابوالحکم کا معنیٰ "فیصلہ کا باپ" اور ابوجہل کا معنیٰ ہے "جہالت کا باپ"۔ بھلا جو کفر پر قائم رہ کر اپنے بارے میں درست فیصلہ نہ کرسکا وہ دوسروں کا کیا فیصلہ کرسکے گا۔

جاری ہے

14

 حدیث: انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کردے۔ [مسلم: 5]

دُعا

اَللّٰھُمَّ اَصۡلِحِ الۡاِمَامَ وَالۡاُمَّۃَ وَالرَّاعِیَ وَالرَّعِیَّۃَ وَاَلِّفۡ قُلُوۡبَھُمۡ فِی الۡخَیۡرَاتِ

''اے اللہ! امام اور اُمّت، راعی (نگہبان ونگران) اور رعیّت (عوام اور ماتحتوں) کی اصلاح فرما اور نیک کاموں میں ان کے قلوب کو جمع فرما۔'' (منقول از شیخ عبدالحق محدث دہلوی) **مرسلہ: ام قانتہ، لاہور**

دُعا پورے یقین کے ساتھ مانگیے

دُعا، گہرے اخلاص اور پاکیزہ نیّت سے مانگیے، اور اس یقین سے مانگیے کہ جس خدا سے آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کے حالات کا پورا پورا علم رکھتا ہے اور آپ پر انتہائی مہربان ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی پکار بھی سنتا ہے اور قبول بھی کرتا ہے۔ نمود ونمائش، ریاکاری اور شرک کے ہر شائبہ سے اپنی دُعاؤں کو پاک رکھئے۔ **مرسلہ: اُختِ عامر شہزاد، جمبر کلاں**

اکبرؔ دُعا کا ذوق ہو کیوں کر نصیبِ دِل ۔۔۔ اُٹھے نہ دردِ دل بھی جو دستِ دُعا کے ساتھ

تقلیدِ یورپ..... عزّت نہیں ذِلّت

حکیم الاُمّت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آج مسلمان یورپ کے نقشِ قدم پر چلنے میں اپنی عزّت سمجھتے ہیں، ان کا لباس، ان کا طرزِ معاشرت، ان کا طریقہ تمدن وتجارت اختیار کر کے ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں مسلمانوں کی اس میں عزّت نہیں۔

جب کلکتہ میں مولوی عبدالجبار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وائسرائے (انگریز حاکم) سے عبا اور چوغہ پہن کر اور عمامہ باندھ کر ملے، جب کہ دوسرے رؤساء انگریزی لباس میں گئے تھے، تو وائسرائے نے ان سے کہا کہ ''مولوی صاحب! آپ اس لباس میں شہزادے معلوم ہوتے ہیں، یہ لباس بڑی راحت کا ہے، ہمارا لباس (پتلون، شرٹ) بڑا تکلیف دہ ہے، مگر ہم قومی وضع سے مجبور ہیں، ہمیں آپ کے لباس پر رشک آتا ہے۔'' (از وعظ مطاہر الاموال) **مرسلہ: بنتِ عبیداللہ زاہد، سرگودھا**

حدیث: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرض کی ادائیگی میں اچھا معاملہ کرنے والے ہوں۔ [بخاری: 2218]

از مدیر ماہنامہ علم وعمل لاہور
ateeqlahore@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امانت کی اہمیت اور خیانت کی برائی

قرآن وحدیث کی روشنی میں مروّجہ خیانتوں کی نشان دہی

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

قرآن کریم کی سورۂ بقرہ، نساء، انفال، معارج، یوسف، حج وغیرہ میں اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے امانت ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی برائی بیان فرمائی ہے۔ احادیث کا ایک ذخیرہ ہے جس میں خیانت کرنے کو بہت بُرا شمار کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم نے دوزخیوں کی قسمیں بتاتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''اہلِ دوزخ میں وہ شخص بھی ہے جس کے ہاتھ ذرا سی لالچ کی چیز بھی لگ جائے تو خیانت کر گزرے''۔ [مسلم: 7386]

نیز حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہارے لئے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں: (1) جب بات کرو سچ بولو۔ (2) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (3) اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھو (4) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو (5) اپنی نظروں کو نیچے رکھو (یعنی جہاں نظر ڈالنا شرعاً منع ہے وہاں نظر نہ ڈالئے) (6) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو (یعنی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کیجئے)۔ [مسندِ احمد: 22809، صحیح ابنِ حبان: 271]

اِس دور میں دین سے ناواقفیت اور دوری کی وجہ سے خیانت اتنی عام ہوگئی ہے کہ دن رات بہت سے کاموں، مقاموں، امانتوں، شعبوں، مالوں میں خوب خیانت کی جاری ہے۔ ایک مرتبہ خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہے اور جب یہ عمل دن میں کئی بار ہوگا تو بندہ گناہ گاروں و فاسقوں کی فہرست سے کیسے نکل پائے گا؟ پاکستان میں یہ بدعملی عروج پر ہے، ہر شعبہ میں خیانت کا بازار گرم ہے۔ **آئیے!** ہم غور کریں کہ مروّجہ خیانتیں کون کون سی ہیں؟ جب اِن کی نشان دہی ہوگی تو بچنا آسان ہوگا۔

مروّجہ خیانتوں کی نشان دہی

(1) کسی بھی ادارہ کا وقت ملازمت کے لئے طے کر لینے کے بعد پورا وقت نہ دینا بہت بڑی خیانت ہے۔ (2) جس کام کے کرنے کا کہا گیا ہے اس کو صحیح ادا نہ کرنا یا پورا نہ کرنا خیانت ہے (3) کسی کی گھڑی، گاڑی، مشینری خراب ہوجائے، معمولی مرمّت سے ٹھیک ہوسکتی ہو تو اس کے لئے خاص پُرزہ جات کے نام سے مالک کے پیسے لگوانا اور خرابی بڑھ چڑھ کر بتانا بہت بڑی خیانت ہے۔ (4) بعض لوگ مختلف اداروں اور کمپنیوں کے قابلِ اعتماد ہوتے ہیں، اداروں اور کمپنیوں کے مالکان انہیں ضرورت کی چیزیں

خریدنے کے لئے بھیجتے ہیں، وہ جہاں سے خریداری کرتے ہیں مثلاً ان سے 80 روپے مال خرید کر کے 100 روپے کی کیش میمو بنوا لیتے ہیں، اِس طرح سینکڑوں بلکہ ہزاروں کا ہیر پھیر عام کیا جارہا ہے۔ اس میں دونوں خیانت کرتے ہیں جو کمپنی کی طرف سے خریدنے گیا ہے وہ بھی اور جس نے غلط کیش میمو بنایا وہ بھی۔ (5) بعض ادارے ادویہ کی سہولت دیتے ہیں، بہت سے لوگ اِس سے بھی ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے، ڈاکٹروں سے غلط نسخے اور میڈیکل اسٹوروں سے غلط پرچیاں بنوا کر خیانت کا گناہ کما رہے ہیں۔ (6) درزیوں کے ہاں لوگ کپڑا لے کر آتے ہیں جو کپڑا ضرورت سے زائد ہو وہ رکھ لیا جاتا ہے، جو سلوانے کے لئے لایا تھا اسے نہ دیتے ہیں نہ ہی بتایا جاتا ہے۔ (7) چائنہ یا پاکستان کی چیزوں پر "میڈ ان جاپان" لکھ دیا جاتا ہے، یہ بھی بہت بڑی خیانت ہے۔ (8) بہت سے لوگ خوامخواہ اپنے آپ کو کسی ادارہ کا ذمّہ دار ظاہر کر کے مہر اور پیڈ بنوا لیتے ہیں اور اس طرح عوام اور حکومت کے اداروں سے رقم حاصل کرتے ہیں۔ (9) بعض حکیم یا ڈاکٹر پیسے کی لالچ میں دوا بیچنے کے لئے اصل تشخیص کے بجائے مریض کے بار بار چکر لگواتے ہیں تاکہ آمدن ہوتی رہے، یہ کتنا بڑا دھوکہ اور خیانت ہے۔ (10) بعض عملیات کرنے والے لوگ مریض کو آنے پر خوامخواہ آسیب اور جن کا اثر بتا دیتے ہیں کہ آپ کے گھر کے باہر اتنے سارے جنّات بیٹھے رہتے ہیں، پیسے کمانے کے لئے سلسلہ چلا لیتے ہیں، یہ بھی دھوکہ اور خیانت سے پیسے حاصل کر رہے ہیں۔ (11) بعض لوگ دوکان پر کام کرتے ہیں، اپنے گھر والوں یا تعلقات کی وجہ سے جاننے والوں کو بلا قیمت یا کم قیمت پر چیزیں دے دیتے ہیں یہ بھی خیانت ہے۔ (12) بعض لوگ ڈرائیور یا کنڈیکٹر یا چیکنگ پر مامور ہوتے ہیں اور اپنے دوست واحباب کو مفت سوار کر لیتے ہیں۔ (13) بعض اسکولوں میں ہیڈ ماسٹر کے مشورہ سے ایک ایک ماہ ایک ایک استاذ غیر حاضر ہوتا رہتا ہے اور مہینے کی تنخواہ بھی لیتا رہتا ہے یہ سب ناجائز صورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی خیانت سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (تحفۃ المسلمین)

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

میاں بیوی کا تعلق امانت ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی امانت یہ ہے کہ کوئی شخص تنہائی میں اپنی بیوی کے پاس جائے اور آپس میں میل ملاپ کریں پھر یہ شخص خفیہ باتوں کو پھیلا دے، یعنی ایسی راز کی باتیں باہر کرنا سب سے بڑی خیانت بنتی ہے۔ [مسلم: 3616 کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأۃ]

ماں اور ممتا کا سمندر.....قدر کیجئے!

از
فواد احمد نسیم، کاہنہ نو، لاہور

اس کو ٹھیک طرح سے یاد نہیں کہ کب وہ آخری بار ماں کے کمرے میں گیا تھا۔
ماں گھر کے آخری کمرے میں تنہا رہتی تھی۔ اس کی شادی کے ایک ماہ بعد بیوی نے یہ کمرہ ماں کے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا: ''ماں جی! آپ یہاں رہیئے تاکہ آپ کی عبادت میں کوئی خلل نہ ہو''۔ بہو کا یہ جواب سن کر ماں نے پرنم آنکھوں سے بیٹے کو دیکھا مگر وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

باپ کے انتقال کے بعد ماں نے اسے بڑی محبّت سے پالا تھا۔ جب وہ نوکری پر لگا تو ماں نے بڑے ارمانوں اور آرزوؤں سے اس کی شادی کردی۔ بہو کے آنے پر ماں کا چہرہ پھول کی طرح کھل گیا تھا۔ ماں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر وہ بھی بہت خوش ہوا۔ مگر ماں کی یہ مسکراہٹ زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ بہو نے اسے کبھی اپنائیت کا احساس نہ دلایا بلکہ اس کا رویّہ ماں کے ساتھ ہمیشہ سخت گیر رہا۔ ماں نے یہ غم بڑی خاموشی کے ساتھ سینے میں اُتار لیا کہ کہیں بیٹے کو کسی قسم کا احساس نہ ہو۔ رفتہ رفتہ بیٹے نے ماں سے لاپرواہی برتنی شروع کردی، ماں نے سب کچھ جانتے، سمجھتے ہوئے بھی بیٹے سے کبھی نہ کہا۔ بیٹے کا ماں سے ملنے کا اتفاق کم ہی ہوتا تھا، گھر آنے کے بعد اس کا وقت بیوی کی ناز برداریوں میں گزرتا تھا۔ چند دنوں سے ماں ہر وقت بیمار رہنے لگی تھی، وہ بہت کم اپنے کمرے سے باہر نکلتی تھی۔

ایک رات جب وہ سونے کی تیاری کر رہا تھا تو بیوی نے اسے بتایا کہ ماں جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے آپ چل کر دیکھ لیں۔ جب وہ ماں کے کمرے میں گیا تو اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ اسے احساس ہی نہ ہوا تھا کہ ماں کی صحت اتنی گر چکی ہے، اس کی ماں کی سانسیں دم توڑ رہی تھیں۔ بیوی نے اسے ماں جی کی صحت کے بارے میں صحیح طور سے بتایا ہی نہیں تھا کہ وہ اس قدر بیمار ہوگئی ہیں۔ مگر وہ بھی اپنی ماں کو اس حال تک پہنچانے میں برابر کا شریک تھا۔ اس نے کبھی ماں کی خیریت نہیں پوچھی تھی۔ اب وہ نہایت افسردگی کے ساتھ نظریں نیچی کیئے کھڑا تھا جس نے بُرے حالات میں اس کی پرورش کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا تھا، جس نے بے پناہ مہر و الفت کے موتی اس پر نچھاور کیئے تھے۔ تمام رات بے ہوشی کے بعد سویرے ماں ہمیشہ کے لئے چل بسی تھی اور وہ ماں کے سرہانے بیٹھا اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر بہت نادم تھا مگر اب پچھتانے سے کیا حاصل تھا، ماں جیسی عظیم ہستی اس سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ چکی تھی۔

عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نوجوان صحابی ہیں، اپنے چچا کے گھر پرورش پارہے تھے۔ جس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ پڑھا، چچا نے سختی کی، تاکہ کلمہ پڑھنا چھوڑ دے، مگر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ مانے۔ چچا نے روٹی تک بند کردی، بڑا کچھ کیا۔ پھر چچا کہنے لگا اگر تو نے اسلام نہیں چھوڑنا تو ہمارے کپڑے اُتار دے، چناں چہ اس نے ان کے کپڑے اُتار لئے۔ قریب کوئی گرا ہوا مکان تھا یہ بے چارے ننگ دھڑنگ اس جگہ میں بیٹھ گئے۔ جب دِن چڑھا تو ایک آدمی گھاس لینے کے لئے بوری لے کر جارہا تھا، انہوں نے اندر سے آواز دی کہ اللہ کے بندے! اندر نہ آنا، اگر تمہارے پاس تن پوشی کے لئے کوئی چیز ہے تو میری طرف پھینک دو۔ اس نے سمجھا کہ پتہ نہیں کوئی بھوت بول رہا ہے، وہ ڈر گیا، لیکن تھوڑی دیر بعد جب سکون میں آیا اور خوف زائل ہوا۔ انہوں نے پھر کہا اندر نہ آنا، البتہ تمہارے پاس تن پوشی کے لئے کوئی کپڑا وغیرہ ہے تو دے دو۔ اس نے کہا میرے پاس تو یہ بوری ہے۔ چناں چہ اس نے وہ بوری پھینک دی، تو انہوں نے بوری کو سوراخ کر کے اس طرح پہن لیا جیسے مُردوں کو کفنی پہناتے ہیں۔ بوری کو اُوپر سے پھاڑ کر اس میں سے سر نکالا اور وہاں سے نکلے۔ ذوالبجاد کا معنیٰ ہے "پرانا سا کمبل"۔ تو مکّہ مکرّمہ میں پہلے سے کھانا نہیں ملتا تھا، اگر ان کو حکم ہوتا کہ "تم کھانا نہ کھاؤ..." تو روزے کا کیا فائدہ ہوتا؟

دوسرا جواب: حضرت مولٰنا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

پنڈت جی! اللہ تعالیٰ کے کچھ احکام "تشریعی" ہیں جو شریعت کے طور پر ہیں، اور کچھ احکام "تکوینی" ہیں۔ تکوینی کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بیٹا یا بیٹی دے اور چند دنوں کے بعد واپس لے لے یعنی موت آجائے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے کیوں بدلا؟ جب لینا تھا تو دیا کیوں؟ اس طرح کسی کو مال دار بناتا ہے۔ غربت کے بعد اگر مال دار بنانا تھا تو پہلے غریب کیوں رکھا؟ یا کسی کو امیر بنایا پھر اس کے بعد اس سے دولت چھین لی۔ کسی کو تندرست کیا پھر بیمار کردیا۔ جب بیمار ہی کرنا تھا تو تندرست کیوں رکھا؟ جس طرح اللہ تعالیٰ کے ان (تکوینی) احکام میں تغیر (تبدیلی) کا اے پنڈت! تو بھی قائل ہے اسی طرح ربّ تعالیٰ کے جو شرعی احکام ہیں ان میں تغیر (تبدیلی) سے اس کے علم اور دانائی پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

حضرت عُتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا محمد شریف صاحب، کشمیری

نام و نسب نام: عتبہ۔ کنیت: ابوعبداللہ۔ والد کا نام: غزوان جابر۔

قبولِ اسلام حضرت عتبہ اُن اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے ابتدا ہی میں داعیٔ توحید کو لبیک کہا اور اسلام میں داخل ہوئے۔

ھجرت کفارِ مکّہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اوّلاً ملکِ حبشہ کی طرف ہجرت کی، کچھ عرصہ بعد واپس آگئے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت عُتبہ اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ایک فوج کے دستہ کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، مدینہ پہنچ کر حضرت عُتبہ اور ابودُجانہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم ہوا۔ (طبقات ابنِ سعد 69/3)

غزوات تیراندازی کے لحاظ سے ان کا شمار کاملین میں ہوتا تھا۔ بدر و اُحد اور ان تمام معرکوں میں جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس حصّہ لیا شجاعت و جواں مردی کے ساتھ شریک ہوئے۔ (اسد الغابۃ 364/3)

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت عُتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مختلف علاقوں کی فتح پر مامور فرمایا، چناں چہ حضرت عُتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت خوش اسلوبی سے اس مہم کو انجام دیا اور ان علاقوں کو فتح کر کے اسلام کے زیرِ نگیں کر دیا۔ اور اسی سال ایک نئے شہر "بصرہ" کے تعمیر کرنے کا حکم دیا، چناں چہ حضرت عُتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نئے شہر "بصرہ" کے سب سے پہلے والی مقرر ہوئے۔ (حوالہ بالا)

اخلاق ان کے اَخلاق کا چمن رنگ برنگے پھولوں سے آراستہ تھا۔ تقویٰ، زہد، جفاکشی اور خاکساری اس باغ کے سب سے خوش نما پھول ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا جب کہ صرف چھ آدمیوں کو اس کی توفیق ہوئی تھی اور تنگ دستی اور افلاس کے باعث درخت کے پتوں پر گزارہ کرنا پڑتا تھا جس سے آنتوں میں زخم پڑ جاتے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل 1/4)

زہد و بے نیازی نے منصبِ امارت جیسے فخر و اعزاز سے متنفر کر دیا تھا، اسی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے "بصرہ" کی ولایت سے استعفیٰ پیش کیا مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور دوبارہ "بصرہ" جانے کا حکم دیا۔ تکبر و غرور سے قطعی نفرت تھی۔ فرمایا کرتے تھے:

حدیث: مسلمان کو مت ڈراؤ کیوں کہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔ (مجمع الزوائد 253/6)

"میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ لوگوں کی نظر میں حقیر رہنے کے باوجود اپنے آپ کو بڑا سمجھوں"۔ (اسد الغابۃ 365/3)

وفات حضرت عُتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل سے کنارہ کشی کے متمنی تھے لیکن خلیفہ وقت کے حکم سے مجبور ہو کر "بصرہ" کی طرف روانہ ہوئے تو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی "خدایا! مجھے بصرہ نہ پہنچا"۔ دُعا قبول ہوئی، اتفاقاً راہ میں اونٹ سے گر کر واصل بحق ہوئے۔ 57 برس کی عمر میں وفات پائی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

طلبہ، عوام وخواص کو حضرت حکیم الاُمّت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی نصیحتیں

(1) میں اپنے دوستوں کو خصوصًا اور سب مسلمانوں کو عمومًا بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ علمِ دین کا خود سیکھنا اور اولاد کو سکھانا ہر شخص پر فرضِ عین ہے خواہ بذریعہ کتاب ہو یا بذریعہ صحبت اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں کہ فتنِ دینیہ سے حفاظت ہو سکے جن کی آج کل بے حد کثرت ہے اس میں ہرگز غفلت وکوتاہی نہ کریں۔ (2) طالب علموں کو وصیّت کرتا ہوں کہ صرف درس وتدریس پر مغرور نہ ہوں، اس کا کارآمد ہونا موقوف ہے اہل اللہ کی خدمت وصحبت ونظرعنایت پر، اس کا التزام، نہایت اہتمام سے رکھیں۔ (3) دینی یا دُنیوی مضرّتوں (نقصانات) پر نظر کر کے ان امور سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں:

[1] شہوت وغصّے کے تقاضے پر عمل نہ کریں۔ [2] جلد بازی نہایت بُری چیز ہے۔ [3] بے مشورہ کوئی کام نہ کریں۔ [4] غیبت بالکل چھوڑ دیں۔ [5] کثرتِ کلام اگرچہ مباح (جائز درجہ میں) ہو اور مخلوق کے ساتھ کثرت سے ملنا جلنا شرعی ضرورت اور مصلحت کے بغیر انتہائی نقصان دہ ہے، خصوصًا جب کہ یہ ملنا جلنا دوستی کی حد تک پہنچ جائے اور ہر کس وناکس کو راز دار بناتا پھرے۔ [6] غیر ضروری سامان جمع نہ کریں۔ [7] سخت مزاجی وتندخوئی کی عادت اختیار نہ کریں، نرمی اور ضبط اور تحمل کو اپنا شعار بنالیں۔ [8] زیادہ تکلّف سے بچیں، اقوال وافعال میں بھی کھانے اور لباس میں بھی۔ [9] مقتدا (یعنی علماء) کو چاہیئے کہ اُمرا سے بدخلقی نہ کرے اور نہ زیادہ ملا جائے اور نہ ان کو حتی الامکان مقصود بنا دے بالخصوص دُنیوی نفع حاصل کرنے کے لئے۔ (از اشرف السوانح 114/3)

نفع اور اس کی اقسام

یکے از تلامذہ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

لغت میں ''رِبْحٌ'' (نفع) بڑھوتری اور اضافہ کو کہا جاتا ہے۔ (مختار الصحاح، ص:229)

فقہاء کرام نے اس کی تعریف یوں کی ہے:

''سامان کو خریدنے اور اس پر ہونے والے تجارتی خرچ کے مجموعے کو قیمتِ فروخت سے نکالا جائے تو جو رقم بچتی ہے وہ نفع کہلاتی ہے''۔

بعض نے نفع کی تعریف اس طرح کی ہے:

''اصل سرمایہ یا قیمت سے اوپر جو کچھ حاصل ہو وہ نفع ہے''۔ (البنوک الاسلامیہ 14/1)

نفع سے ملتے جلتے الفاظ

1 النماء نماء بڑھوتری کو کہتے ہیں، یہ نفع کے مقابلے میں عام ہے، اس لئے کہ نفع اس خاص بڑھوتری کو کہتے ہیں جو تجارت کی وجہ سے حاصل ہو، جب کہ نماء عام ہے خواہ تجارت کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے، لہٰذا نفع کی تمام صورتیں نماء کی حقیقت میں داخل ہیں لیکن نماء کی بعض صورتیں ایسی ہیں جو نفع نہیں کہلاتیں جیسے پرورش کے دوران بچے کا بڑھنا اور پھلنا پھولنا ''نشو ونما اور نماء'' کہلاتا ہے لیکن نفع نہیں کہلاتا۔

2 غلّہ (پیداوار) غلّہ سے مراد وہ اضافہ ہے جو زمین کی کاشت کرنے یا اسے کرائے پر دینے سے حاصل ہوتا ہے، ظاہری طور پر بھی یہ اضافہ اور بڑھوتری ہے لیکن عرف میں اسے ''نفع'' نہیں کہا جاتا۔

3 فائدہ آدمی اپنی چیز سے جو نفع حاصل کرتا ہے اسے ''فائدہ'' کہا جاتا ہے جیسے میراث میں ملنے والا مال، عطیہ (gift) سے فائدہ حاصل کرنا یا اپنی ہی کسی چیز کی قیمت کا بڑھ جانا جیسے رہائشی مکان کی قیمت کا بڑھ جانا (یہ ایک طرح کا نفع ہے)۔

نفع کی اقسام: بنیادی طور پر نفع کی تین قسمیں ہیں

1 جائز نفع وہ نفع جو جائز معاملات جیسے خرید و فروخت، شرکت، مضاربت، اور کرایہ داری (اجارہ) کے معاملات کے ذریعے حاصل ہو اس شرط کے ساتھ کہ ان معاملات سے متعلق شرعی شرائط کو پورا کیا جائے۔

(2) ناجائز نفع: وہ نفع جو ناجائز معاملات یا ناجائز طریقے سے تجارت کے ذریعہ حاصل ہو جیسے سود، جوّا کا نفع، تصاویر اور ممنوع اشیاء کی خرید و فروخت سے حاصل ہونے والا نفع وغیرہ۔

قرآن مجید میں ہے: "اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا جب کہ سود کو حرام"۔ [البقرۃ:275]

ایک اور جگہ ارشاد ہے: "اے ایمان والو! بلاشبہ شراب، جوّا، بُت اور پانسے (فال نکالنے کے) سب گندے کام ہیں شیطان کے، سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ"۔ [المائدۃ:90]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خنزیر، مردار، شراب اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا"۔ [بخاری:2236، مسلم:1581]

(3) اختلافی نفع: اس سے مراد وہ نفع ہے جو انسان ایسی چیز سے حاصل کرے جو اس کی ملکیت میں نہ ہو بلکہ کسی اور کی ہو، چاہے اس کے پاس ودیعت (امانت) کی شکل میں ہو یا اس کے ضمان میں ہو جیسے غصب کردہ چیز کا نفع۔ اس کے جواز اور عدمِ جواز میں اختلاف ہے۔ (تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے)

جمعہ کے وقت خرید و فروخت کا حکم

23

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور بیع (خرید و فروخت) کو چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، پھر جب نماز کی ادائیگی ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے تلاش کرو اور اللہ کو خوب یاد کرو"۔ [الجمعۃ:9-10]

جہاں جمعہ پڑھنا ہو وہاں کی پہلی اذان کے وقت سے بیع (خرید و فروخت) مکروہِ تحریمی ہے کیوں کہ اس سے جمعہ کی سعی (تیاری) میں خلل آتا ہے، البتہ اگر جمعہ کے لئے (خرید و فروخت) جاتے ہوئے چلتے چلتے دو آدمی کوئی سودا کرلیں تو کچھ حرج نہیں کیوں کہ اس سے سعی میں کچھ خلل نہیں آتا۔

فائدہ: بیع مکروہ کا حکم یہ ہے کہ اگر سودا مکمل ہو چکا ہے تو خریدار چیز کا مالک بن جائے گا اور یہ ملکیت حرام نہیں ہوگی نیز بائع (بیچنے والا) قیمت کا مالک بن جائے گا لیکن بیع مکروہ کا گناہ ہوگا۔ اس پر توبہ و استغفار کرنا واجب ہے۔ (اسلام کا قانونِ تجارت، ص:206)

اچھے اَخلاق انسانیت کا قیمتی جوھر...

مرسلہ
محمد آصف سلیمان، نارووال

اس پُرفتن دور میں ہمارے معاشرہ میں جو اَخلاقی بُرائیاں جنم لے رہی ہیں یقیناً یہ انسانوں کے لئے بڑا خطرہ ہیں، اگر تمام دُنیا پر نگاہ دوڑائی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آج ہماری ایمانی جڑیں کھوکھلی ہوتی جارہی ہیں، ایسی ایسی خرابیاں، بُرائیاں اور اَخلاق سوز حالات جنم لے رہے ہیں کہ جن سے روزوشب انسان پستی کی اَتاہ گہرائیوں میں گرتے جارہے ہیں، جب کہ یہ انسان تو وہ چیز ہے جس کی عظمت کو کسی نے یوں بیان کیا ہے کہ

؎ انسان کی عظمت کو ترازو میں نہ تولو
یہ ہر دور میں انمول رہا ہے

آج اَخلاقی خرابیوں کی وجہ سے اس انسان کی عظمت گرتی جارہی ہے، خالق کی خوشنودی اور مخلوق میں ہردل عزیزی حاصل کرنے کے لئے "اعلیٰ اَخلاق" کا ہونا بے حد ضروری ہے، جس طرح چمک کے بغیر موتی کسی کام کا نہیں ہوتا اسی طرح اعلیٰ اَخلاق کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں رہتا۔ اَخلاق وہاں بھی کام کر جاتے ہیں جہاں بڑے بڑے زورآور بھی ناکام رہ جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "قیامت کے روز میرے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اَخلاق والے ہوں گے"۔ [مسندِ احمد: 7035]

انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کے اعمال و اَخلاق ہیں، اعمال و اَخلاق ہی اس کی بلندی و پستی، اس کی ترقّی و تنزّلی، اس کی مقبولیت اور نامقبولیت کا دارومدار ہیں۔ اچھے اَخلاق مسلمان کی پہچان اور ان کا زیور تھے مگر آج وہی مسلمان اپنے بزرگوں کی تاریخ کو بھلا کر اور اپنی اعلیٰ اَخلاقی قدریں کھو کر حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال کی دوڑ میں اتنا آگے نکل چکا ہے کہ اب تو حالت ایسی ہو چکی ہے کہ ؎

کفر کی رغبت دل میں اور بتوں کی چاہ بھی
کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی

وہ کیا جلوہ ہے پیشِ چشمِ ادراکِ بشر
شُبہ بھی، ہاں بھی نہیں بھی، وہم بھی، اللہ بھی

مغربی تہذیب آج ہمارے معاشرے میں اس قدر بس گئی ہے کہ ان کی طرف سے اَخلاق سوز قسم کا فیشن نظر آتا ہے تو بڑی چاہت اور خوشی سے اسے قبول کر لیا جاتا ہے یقیناً قومی اعتبار سے ہماری انتہائی بدنصیبی ہے کہ اپنے گھر کی روشنی چھوڑ کر اغیار سے روشنی مانگی جارہی ہے جب کہ آنکھیں کھول کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم سے زیادہ اس روشنی کی تلاش میں ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھے اور عمدہ اَخلاق نصیب فرمائے۔ آمین

جو جان بوجھ کر محتاج بنتا ہے وہ محتاج ہو ہی جاتا ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) (کنز العمال: 218/8)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا

مولٰنا محمد نوید جاوید صاحب، لاہور

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس قوم پر (اللہ تعالیٰ کی) رحمت نازل نہیں ہوتی جس کے اندر ایسا شخص (مرد یا عورت) موجود ہو جو اپنے رشتہ داروں سے اپنا تعلق توڑ کے بیٹھ رہا ہو۔ [شعب الایمان للبیہقی: 7590]

دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض خواتین سخت مزاج ہوتی ہیں، وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے میل ملاقات، لین دین اور اچھا سلوک نہیں کرتیں..... یا تو اس لئے کہ ان کے پاس پیسہ بہت ہو گیا ہے اور رشتہ دار غریب ہیں، یا یہ سوچتی ہیں کہ ان سے میل ملاقات رکھا تو کچھ نہ کچھ دینا پڑے گا اور دینے کے نام سے اس کی جان نکلتی ہے۔ یا اس لئے کہ رشتہ دار بے چارے ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں، محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے ہیں، یہ خود اتفاق سے کسی بڑے عہدے والے کے پاس بیاہی گئی ہے اس لئے غریب رشتہ داروں سے ملتے جلتے رہنے میں اس کی ناک کٹتی، ہے یا یہ سوچتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے خاندان کا پتہ چل جائے کہ میں غریب لوگوں میں سے ہوں اور میرے رشتہ دار معمولی درجہ کا کاروبار کرتے ہیں مثلاً دوکانداری، ادنی ملازمت وغیرہ تو میری عزّت ان کی نگاہوں میں گر جائے گی۔ حالاں کہ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام اس قسم کے کمزور خیالات ختم کرنے آیا ہے۔ روپیہ، پیسہ اور قدر و منزلت آنی جانی چیزیں ہیں ان پر فخر کرنا اور دوسروں کو حقیر جاننا انتہائی نادانی و بیوقوفی ہے۔

اسلام کا فیصلہ ہے کہ انسان تو اچھی عادتوں اور عمدہ اَخلاق کی بدولت بنتا ہے۔ اگر آپ مال دار ہیں تو اپنے اَخلاق درست کیجئے ورنہ آپ کچھ بھی نہیں۔ اگر ایک غریب عورت کا اَخلاق اچھا ہے تو وہ آپ سے کہیں بہتر ہے۔ آپ اپنی دولت اور منصب سے اپنے رشتہ داروں کی حالت درست کرنے کی کوشش کیجئے، نہ یہ کہ ان سے کٹ کر بیٹھ جایئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حسبِ استطاعت رشتہ داروں کی خبر گیری اور مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نیکی کے ہر کام کو جلدی اختیار کیجئے۔ (امام احمد بن حنبل، مناقب للامام احمد، ص: 205)

بچّوں کی ایک خطرناک بیماری اور والدین کی اہم ذمّہ داری

آج کل کے بچوں میں ایک خطرناک عادت پائی جاتی ہے۔ جب وہ عادت پختہ ہو جاتی ہے تو بچہ بڑا ہو کر اپنے خاندان کے لئے ذلّت اور معاشرہ کے لئے عذاب اور ملک کے لئے مصیبت بن جاتا ہے، یہ عادت چوری کی عادت ہے۔ جو بچہ عموماً اپنے گھر ہی سے شروع کرتا ہے، اس کا نشانہ باپ کی جیب یا ماں کا پرس ہوتا ہے۔ جو والدین بچہ کی پہلی چوری پر توجہ کرتے ہیں اور فوری اصلاح کرتے ہیں ان کا بچہ سدھر جاتا ہے اور آنے والا ایک بڑا طوفان تھم جاتا ہے۔ اور جو والدین چشم پوشی کرتے ہوئے، غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کا بچہ عمر کے ساتھ ساتھ اس عادت میں پختہ ہوتا جاتا ہے حتی کہ عادی چور یا ڈاکو بن جاتا ہے۔

مرسلہ: اُمِّ قانتہ۔ لاہور

یاد رکھئے! جب بچہ لاشعوری طور پر چوری کی حرکت کرتا ہے تو اس وقت بچے کی اصلاح کرنا بے حد ضروری ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی بچہ پڑوس کے گھر سے کھلونا اُٹھا لاتا ہے یا اسکول یا مدرسہ میں اپنے کسی ساتھی کی پنسل یا کاپی چُرا لاتا ہے۔ اس وقت اس کو اتنا احساس نہیں ہوتا کہ وہ چیز جس کا وہ مالک نہیں اس کو مالک کی اجازت کے بغیر اُٹھانا چوری کی طرف پہلا قدم ہے۔ اگر کوئی بچہ ایسی حرکت کرتا ہے تو والدین کا فرض ہے کہ بچے سے پوچھیں کہ اس نے یہ چیز کہاں سے اُٹھائی ہے، اسے سمجھائیں کہ یہ چوری ہوتی ہے جو کہ ایک سنگین جرم ہے۔ **غرض** چوری کی طرف بچے کا یہ غیر شعوری قدم والدین کی اوّلین اور فوری توجہ کا طالب ہے۔ یہ سمجھ کر بچے کی حرکت کو نظر انداز کر دینا کہ اسے چوری کی کیا خبر، بڑی خوفناک غلطی ہے۔ ہر چند کہ اسے چوری کی خبر تو نہیں مگر رفتہ رفتہ لاشعور میں جنم لینے والی عادت اس کے شعور پر مسلط ہو جاتی ہے۔ کم عمری کی حالت میں بچے چیزوں کو اُٹھانے کی حرکت عموماً کرتے ہی ہیں لیکن وہ اس عالم میں چور نہیں ہوتے بلکہ انہیں کسی چیز کی ملکیت کا احساس نہیں ہوتا۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ اپنی اور پرائی چیز میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اس عمر میں جو چیز کہیں بھی ہو انہیں پسند آ جائے وہ بلا تکلف فوراً اٹھا لیتے ہیں انہیں یہ پرواہ بھی نہیں کہ اس کے مالک کی کیا مرضی ہے۔

لیکن بہرحال یہ تو بچوں کی بات ہے والدین کی یہ ذمّہ داری بنتی ہے کہ ایسی حرکت پر وہ بچے کو فوراً ٹوکیں اور درست سمت کی طرف اس کی نشاندہی کریں تا کہ ان کی نصیحت آئندہ اس کو اس حرکت سے باز رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رات کیا پڑھ کے سوئے؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

1 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ [بیہقی: 2500]

2 حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیتیں (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے آخر سورت تک) کسی رات کو پڑھ لے تو اسے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔" [دارمی: 3396]

3 حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم جب تک سورۂ الٓمّٓ سجدہ (جو اکیسویں پارہ میں ہے) اور سورۂ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ نہ پڑھ لیتے تھے اس وقت تک نہ سوتے تھے۔ [ترمذی 2892] اور اسی سورۂ تَبٰرَکَ الَّذِیْ کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ (ایک شخص کو سفارش کرکے) اس نے بخشوادیا [ابن ماجہ 3786]

4 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۃ تک) جو شخص کسی رات کو پڑھ لے گا تو یہ دونوں آیتیں اس کے لئے کافی ہوں گی۔ [بخاری: 3786، مسلم: 1914]

یعنی وہ ہر شر اور مکر سے محفوظ رہے گا۔ اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بتایا کہ اگر اس کے رات کے وظیفے اور وِرد رہ جائیں گے تو ان کی جانب سے کافی ہوں گی۔

5 سوتے وقت...... اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی پڑھا کیجئے۔ [بخاری: 5955 مسلم: 7062]

6 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ہر رات کو جب سونے کے لئے بستر پر تشریف لاتے تو آخری تینوں قل پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں پر اس طرح دم کرتے کہ کچھ تھوک کے ذرّات بھی نکل جاتے، اُس کے بعد جہاں تک ممکن ہوتا دونوں ہاتھوں کو پورے بدن پر پھیرتے، تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے، اور ہاتھ پھیرتے وقت، چہرہ اور سامنے کے حصّہ سے شروع فرماتے تھے [بخاری: 4729]

7 سوتے وقت 33 بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، 33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور 34 بار اَللّٰهُ اَکْبَرُ بھی پڑھا کیجئے [بخاری 5047]

8 سوتے وقت آیۃ الکرسی بھی پڑھیئے، اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رات بھر ایک محافظ فرشتہ مقرر ہوجاتا ہے اور کوئی شیطان اس کے پاس نہیں آتا۔ [بخاری: 2187]

9 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم نے فرمایا جو شخص (رات کو) اپنے بستر پر ٹھکانہ لیتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہہ لے تو اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا درختوں کے پتوں کے برابر ہوں یا دنیا کے دنوں کے برابر ہوں"۔ [ترمذی:3397] اللہ تعالیٰ روزانہ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین

موبائل کا فتنہ...... ہوشیار رہئے!

محمد قاسم، لاہور

موبائل دورِ جدید کی وہ ایجاد ہے جس کے ذریعے انسان جس لمحے جس سے چاہے آسانی سے بات کر سکتا ہے، چاہے خود کوسوں میل دور ہو، بلاشبہ موبائل فون نے رابطہ کو بے حد آسان بنا دیا ہے۔اور یہ بھی ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ آج کی نوجوان نسل کو اس نے اس طریقے سے تباہ و برباد کر دیا ہے کہ کسی دوسرے کو کانوں کان بھی خبر نہیں ہونے دیتا اور نوجوان جسمانی اور روحانی بیماریوں بالخصوص خواہش پرستی، عریانی اور عشق پرستی میں اس طرح جکڑے جا چکے ہیں کہ ان کا اب راہِ راست پر آنا بہت مشکل ہے، کیوں کہ ابتداء میں درخت کی شاخوں کو با آسانی سیدھا کیا جا سکتا ہے لیکن تن آور ہونے کے بعد ان کو سیدھا کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہی ہو جاتا ہے۔ چناں چہ والدین دوستوں اور عزیز و اقارب کو تب پتہ چلتا ہے جب ان میں خواہش اور بُری عادات درخت کی طرح پختہ ہو جاتی ہیں۔

اسی موبائل نے اس سے بھی بڑھ کر تباہی گھر کی چار دیواری میں رہنے والی نوجوان بچیوں میں مچائی ہے۔والدین سمجھتے ہیں کہ ہماری بچی نہ کسی سے بات کرتی ہے، نہ گھر سے باہر نکلتی ہے، بڑی نیک اور بھولی بھالی ہے۔اس کی نیکی کا پتہ تب چلتا ہے جب وہ رات کی تاریکی میں والدین کو چکمہ دے کر کسی خواہش پرست اور انسانیت سے عاری نوجوانوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر راہِ فرار اختیار کر جاتی ہے، اور اپنی ناموس اور والدین کی عزّت کو تار تار کر دیتی ہے۔

یہ سارے کے سارے کام گھر میں رکھا ہوا موبائل ڈاکیہ بخوبی انجام دیتا ہے۔اس لئے والدین اور گھر کے نگرانوں کو خود بھی موبائل کا درست استعمال کرنا چاہئے اور اپنی اولاد پر بھی کڑی نگرانی رکھنی چاہئے تاکہ وہ اس کا غلط استعمال نہ کر سکیں خصوصاً کیمرہ والے موبائل اولاد کو دینے سے پہلے غور کر لیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہماری بیٹیوں، بہنوں اور بیویوں کو باحیاء اور پردہ دار بنائے۔آمین

 لایعنی میں مشغول ہونا کام کی رونق کو کھو دیتا ہے۔(حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

دورِ نبوّت کے حفاظ کرام

صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

1. حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
2. حضرت عمر رضی اللہ عنہ
3. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
4. حضرت علی رضی اللہ عنہ
5. حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
6. حضرت سعد رضی اللہ عنہ
7. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
8. حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
9. حضرت سالم (مولیٰ ابی حذیفہ) رضی اللہ عنہ
10. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
11. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
12. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
13. حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
14. حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
15. حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
16. حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ
17. حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ
18. حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ
19. حضرت ابوحلیمہ معاذ رضی اللہ عنہ
20. حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ
21. حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
22. حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ
23. حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ
24. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
25. حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
26. حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ
27. حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
28. حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ

مرسلہ: محمد زکریا، لاہور

صحابیات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین)

1. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2. حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
3. حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
4. حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(معارف القرآن 32/1، علوم القرآن، صفحہ نمبر 176)

ماں کی دُعا

ام معبد عاتکہ۔ سرگودھا

حضرت بایزیدؒ بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت! آپ کو اتنا بڑا مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا: ماں کی دُعاء سے، پھر فرمایا ایک دفعہ سخت سردی کے موسم میں میری ماں نے پچھلی رات کے وقت پانی منگوایا، گھر میں پانی موجود نہ تھا، دور ایک نہر سے لے کر آنا پڑتا تھا، جب میں نہر سے پانی لے کر آیا تو والدہ سو چکی تھیں، میں پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا، والدہ کو جگانا مناسب نہ سمجھا، جب کافی دیر بعد بیدار ہوئیں تو فوراً میرے ہاتھ سے پیالہ لیا اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، فرمایا کہ یہ مرتبہ مجھے اس وقت والدہ کی دُعا سے ملا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

دعوت و تبلیغ کا بہت اچھا انداز

مرسلہ: مولانا محمد عمر فاروق صاحب ۔لاہور

اہلِ شام میں ایک بہت رُعب و دبدبہ اور قوّت وطاقت والا آدمی رہتا تھا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ایک عرصہ گزر گیا مگر وہ آدمی نہ آیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جستجو ہوئی۔لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا،لوگوں نے کہا: حضرت! اُس کے حال کے بارے میں کچھ نہ پوچھیے وہ تو شراب کا رسیا ہو گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاتب کو بلایا اور درجِ ذیل خط لکھوایا۔

عمر بن خطاب کی جانب سے ——————— فلاں بن فلاں کے نام

سلام کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد وثنا پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا، بڑی قدرت والا ہے، اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

اس کے بعد حاضرینِ مجلس سے کہا:

سب مِل کر اس شخص کے لئے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمالے۔ جب اُس شخص کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط پہنچا، اور اس نے یہ خط پڑھا، تو وہ بار باران کلمات کو پڑھتا اور غور وفکر کرتا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے، پھر وہ رونے لگا اور شراب نوشی سے باز آ گیا، اُسی وقت توبہ کی اور ایسی توبہ کی کہ پھر شراب کے پاس نہ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ اس نے توبہ کرلی ہے، تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو یونہی کرنا چاہئے کہ جب کوئی بھائی لغزش کر بیٹھے تو اس کو راہِ راست پر لانے کی فکر کرو، اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دُعا کرو کہ وہ اس کو توبہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور تم اس کے مقابلے میں شیطان کے مددگار اور معاون مت بنو یعنی اس کو بُرا بھلا کہہ کر یا اُس کو طیش دلا کر دین سے دور نہ کرو، ایسا کرنا شیطان کی مدد کرنا ہے۔(تفسیر القرآن للامام ابن کثیر 70/4)

داخلہ ممنوع ہے

"ہم چچا جمال کو تنگ کرنے بلکہ ناک میں دم کرنے کے لئے ایسی ایسی ترکیبیں لڑائیں

گے کہ وہ دن جلد آ پہنچے گا کہ جس دن چچا جمال ہی نہیں بلکہ ان کے سارے گھر والے ہمارا پڑوس چھوڑ جانے پر مجبور ہو جائیں گے"۔ طلحہ نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ ڈالا اور ساتھ ہی عمیر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا: "کیوں عمیر! تم اس کام میں ہماری کتنی مدد کر سکتے ہو؟"۔ "جج...جج جی کیا کہا آپ نے؟ آخر ہمیں اس کام کی کیا ضرورت ہے؟ بھلا یہ بھی کوئی کام کی چیز ہے کہ ہم خوامخواہ کسی کو تنگ کریں...؟" عمیر نے اپنے بڑے بھائی طلحہ سے کہا۔ "بب...بس کرو۔ مجھے اس وقت تبلیغ نہ کرو، میں نے جو بات تم سے پوچھی ہے مجھے بس اسی کا جواب چاہئے"۔ عمیر ڈرتے ڈرتے بولا: "بھائی جان! چچا جمال ہمارے کتنے اچھے پڑوسی ہیں اُنہوں نے ہمیں کبھی تنگ نہیں کیا اور نہ ہی ان کی کوئی غلطی ہمارے سامنے ہے جس کی وجہ سے ہم ان کے ساتھ ایسا سلوک کریں"۔

طلحہ اور عمیر ابھی اس بحث مباحثہ میں ایک دوسرے کو قائل کر ہی رہے تھے کہ اچانک امّی جان نے دروازہ کھولا اور اندر آ بیٹھیں اور وہ ویسے ہی نہ آئیں تھیں بلکہ کچن میں برتن دھوتے وقت وہ طلحہ اور عمیر کی بات چیت سن چکی تھیں۔ "کیوں بیٹا کیا ہوا طلحہ کو.....؟" امّی نے عمیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "عمیر بولا: "امی جان! طلحہ بھائی چچا جمال کو تنگ کر کے کسی نہ کسی طرح یہاں سے چلے جانے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں"۔ اُف خدایا! امی نے سر پکڑتے ہوئے کہا: کک...کک یہ کیا کہہ رہے ہو عمیر! طلحہ بیٹا! کیا واقعی یہی بات ہے؟" طلحہ جواب تک پتھر کا بت بنا ساری باتیں سن رہا تھا بڑی مشکل سے بولا: "جی! بس چچا جمال مجھے اچھے نہیں لگتے"۔ اور پھر خاموش ہو گیا۔ سنو طلحہ! امّی نے طلحہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک نہیں سن رکھا کہ "اس شخص کا داخلہ جنّت میں منع ہے جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو"۔ [مسلم: 46]

"میری توبہ" طلحہ بے ساختہ بول اٹھا، گویا امّی کی محبت بھری زبان سے یہ بات سن کر اس کے دل کی دنیا ہی بدل گئی، "میں آج کے بعد چچا جمال کو تنگ کرنا تو دور کی بات اگر کسی اور نے ایسا کیا تو اسے بھی نہ چھوڑوں گا"، امّی آپ کا بہت شکریہ، آخر میں طلحہ اپنی پرنم آنکھوں سے یہی کہہ سکا تھا کہ "پھر تو پڑوسیوں سے محبّت اور ان کا خیال رکھنا ہماری ذمّہ داری ہوئی نا، اب تم بھی آرام کرو میں بھی اپنے کمرے میں چلتی ہوں، دیکھو! عمیر تو سو بھی چکا ہے" امّی نے جاتے جاتے کہا...جب کہ ادھر طلحہ اپنی گزشتہ غلطی پر توبہ اور آئندہ پڑوسیوں کو تکلیف نہ دینے کا پختہ عزم بھی کر چکا تھا۔

مرسلہ
وقاص محمود
بھمبر آزاد کشمیر

اگر عمل سنّت کے مطابق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ (مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتنوں سے بچئے

از مدیر ماہنامہ علم و عمل لاہور

درسِ حدیث

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

1. حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

سَلُوا اللّٰهَ حَوَائِجَكُمُ الْبَتَّةَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔ [مسند الرویانی:710 و تاریخ دمشق لابنِ عساکر]

"اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کا سوال ضرور کیا کرو صبح کی نماز میں"۔

2. حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

سَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تُسَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْمَلَائِكَةِ۔ [کنز العمال 45218 بحوالہ تاریخ بخاری]

"انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھ لیا کرو فرشتوں کے ناموں جیسے نام مت رکھا کرو"۔

3. حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

سَلَامَةُ الرَّجُلِ فِي الْفِتْنَةِ اَنْ يَّلْزَمَ بَيْتَهٗ۔ [دیلمی:3507]

"فتنہ کے زمانہ میں آدمی کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ اپنے گھر کو لازم پکڑے رکھے"۔

یعنی بلاضرورت گھر سے باہر مرد بھی نہ نکلیں، عورتوں اور بچیوں تو کو اس سے زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔

پیارے بچوں کے نام رکھنے کے لئے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیارے نام

1 محمد اَنَس 2 محمد حَاطِب 3 محمد سُفْيَان 4 محمد رِضْوَان 5 محمد سَائِب

پیاری بچیوں کے نام رکھنے کے لئے صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پیارے نام

خَدِيْجَه 1 مَارِيَه 2 خَوْلَه 3 زُنَيْرَه 4 مَيْمُوْنَه

یہ نام نہ رکھیئے

1 كَلْبِ حَيْدَر 2 كَلْبِ عَبَّاس 3 كَلْبِ عَلِي۔ [کنز العمال]

بائیکاٹ کیجئے: قادیانیوں کی سازشوں سے ہوشیار رہئے!

ختمِ نبوت کے تحفظ کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔

افسوس کہ! وہ جھوٹے نبی کے لئے اتنے سرگرم اور ہم سچے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کچھ نہ کریں۔ جاگئے جاگئے..... قادیانیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے۔

تحفظِ ختمِ نبوت کے کام کے ساتھ جڑنا مقبول ترین کاموں میں سے ہے۔ (ادارہ)

جامعہ کے شب و روز

مدرسہ کی لائبریری کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے

نیچے لکھے ہوئے اخراجات کی تحصیل کے لئے خصوصی دُعا بھی فرمائیے

ختمِ نبوّت کانفرنس منعقد ہوئی

5 فروری بروز یک شنبہ (اتوار) ماہانہ سلسلہ کا بیان ہونا تھا لیکن اتفاق سے اِسی دن ۱۲ ربیع الاول آیا اِسی مناسبت سے الحمدللہ اِسی تاریخ میں ختمِ نبوّت کانفرنس کے عنوان سے جلسہ قائم ہوا جس میں الحمدللہ ملک کے نامور، مشہور قاری و نعت خوان تشریف لائے اور علماء کرام و مشائخِ عظام کے ماشاء اللہ تعالیٰ بیانات بھی ہوئے جو ادارہ کی سائٹ پر براہِ راست بھی سنائے گئے اور الحمدللہ اب بھی موجود ہیں۔

مسجد کی بقیہ تعمیر کے اخراجات

مسجد کی چھت پر ٹائلیں لگانے کا خرچہ ... 2,60,000 روپے تقریباً

مسجد کی دوسری منزل پر پتھر کا مکمل خرچہ... 1,56,750 روپے تقریباً

کل لاگت: ...416750

لائبریری کی تعمیر کے اخراجات

لکڑی کے کام کا مکمل خرچہ .... 3,00,000 روپے تقریباً

المونیم کی کھڑکیاں .... 2,00,000 روپے تقریباً

فرش پر پتھر کا مکمل خرچہ .... 1,18,750 روپے تقریباً

لوہے کی الماریاں کتابوں کے لئے ...... 10,5,000 روپے تقریباً

فرش پر کارپٹ .... 50,000 روپے تقریباً

مسجد کی بیرونی دیواروں پر ٹائلیں .... 90,000 روپے تقریباً

بجلی کا سامان (پنکھے) .... 40,000 روپے تقریباً

کمپیوٹر برائے (ڈیجیٹل لائبریری)...... 75,000 روپے تقریباً

لائبریری کی بقیہ تعمیری کل لاگت: **978750**

آپ اپنے اِس پسندیدہ رسالہ ماہنامہ علم و عمل لاہور کے لئے مضمون بھیج سکتے ہیں مگر یہ خیال رکھئے کہ آپ کی تحریر جامع و مختصر ہو۔ اگر آیت لکھی ہے تو آیت کا نمبر سورۃ کا نام مع عربی عبارت ہو اور اگر حدیث لکھی ہے تو حدیث کے لئے حدیث کی اصل عربی کتاب کا حوالہ ہو۔ اگر واقعات ہوں تو وہ بھی مستند اور باحوالہ ہوں مدرسہ کے ایڈریس پر بذریعہ خط روانہ کیجئے یا اس ttayyabb@gmail.com ایڈریس پر میل کیجئے۔

مدرسہ کے اخراجات

درجۂ حفظ کے ایک طالب علم کا ماہانہ خرچ /500 روپے تقریباً

درجۂ حفظ کے ایک طالب علم کا سالانہ خرچ /6000 روپے تقریباً

درجۂ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی ماہانہ خرچ /3500 (کھانا /2000، دیگر اخراجات /1500 روپے تقریباً)

درجۂ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی سالانہ خرچ /31500 (کھانا /18000، دیگر اخراجات /13500 روپے تقریباً)

جامعہ کے 25 افراد (عملہ) کی تنخواہوں، طلباء کے کچن، یوٹیلٹی بلز سمیت مدرسہ کے ماہانہ کل اخراجات (تقریباً) ساڑھے سات لاکھ روپے ہیں۔

مہر

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (30.618 گرام) یا اس کی بازاری قیمت۔ چاندی کا ریٹ چوں کہ مختلف ہوتا رہتا ہے اس لئے جس دن حساب کرنا ہو اس دن اپنے علاقہ سے ریٹ لے کر بازاری قیمت نکال لینی چاہئے۔

آج کل 5 ہزار سے کم مہر نہ رکھنا چاہئے۔

	درہم	تولہ	گرام
چاندی کا نصاب	200	52.5	613
کم از کم مہر	10	2.625	31
مہرِ فاطمی	500	131.25	1531

CPL NO:200

ماہنامہ علم و عمل لاہور

نمازِ جنازہ دوبار پڑھنا جائز نہیں

آج کل یہ بہت رواج ہو گیا ہے کہ میت کا جہاں انتقال ہوا ہے وہاں بھی نمازِ جنازہ پڑھ لیتے ہیں اور پھر جب آبائی گاؤں میں دفنانے کے لئے لے جاتے ہیں تو وہاں بھی باقاعدہ نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ شرعی حکم یہ ہے کہ پہلی نماز ولی نے پڑھی یا ولی کی اجازت سے پڑھی گئی ہے تو دوبارہ کہیں پر بھی نمازِ جنازہ پڑھنا پڑھانا جائز نہیں ہے۔ جان بوجھ کر ولی کا یہ کہنا کہ میں یہاں پر شریک نہیں ہوتا تم یہاں پڑھ لو میں آبائی گاؤں میں پڑھ لوں گا یا پہلی نمازِ جنازہ میں کوئی قریبی ولی شریک ہوا ہو تو بھی کسی صورت میں دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (دُرِّ مختار)

یاد رکھیئے! کہ حنفیہ کے نزدیک غائبانہ نمازِ جنازہ بھی جائز نہیں ہے۔ (دُرِّ مختار)

نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں

1. چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔
2. کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا۔

(مسائل بہشتی زیور 320/1)

نمازِ جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں

1. ثنا پڑھنا
2. درود شریف پڑھنا
3. میت کے لئے دُعا کرنا۔

(مسائل بہشتی زیور 320/1)

اپریل فول: جھوٹ بولنا ہر حال میں گناہ ہے، مگر یکم اپریل کو جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے کیوں کہ اُس میں دھوکہ اور مذاق کے ساتھ ذلیل کرنا شامل ہوتا ہے۔ لہٰذا ہوشیار رہئے!

جامعہ عبداللہ بن عمر

23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سوا گجومتہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور

پوسٹ کوڈ 53100

انٹرنیٹ پر "علم و عمل" کا مطالعہ کرنے کے لئے www.ibin-e-umar.edu.pk

ماہ نامہ علم و عمل لاہور کے اِجراء اور معلومات کے لئے رابطہ نمبرز

1. 0331-4546365 2. 0302-4143044 3. 042-35272270

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر 1. 0322-8405054 2. 042-35272270

اوقاتِ رابطہ: کوشش کیجئے کہ صبح 8 سے شام 5 تک ہی رابطہ کیا جائے۔

Email: aibneumar@yahoo.com ilmooaml@gmail.com